واحد آموزش و مدیریت تحقیقات و برنامه ریزی

[redacted]

نواں معصوم

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

Ansariyan Publications
P.O.B 37185/187 QUM
Islamic RePublic Of Iran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

اس میں کوئی شک نہیں کہ چہاردہ معصوم کی سیرت و زندگی ہمارے لئے نمونہ عمل ہے
ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر طبقہ کیلئے سیرت معصومین سے متعلق مفید اور
مناسب کتابیں لکھی جائیں۔ زیر نظر کتاب نوجوانوں اور جوانوں کیلئے
تیار کی گئی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود ہمارے
نوجوانوں اور جوانوں کو سیرت معصومین سے آشنا کرنے کیلئے مفید ثابت ہوگی
آخر میں ہم حجج اسلام جناب سید مہدی آیت اللٰہی (ایرانی)
جناب محمد افضل حیدری "پاکستانی" جناب نثار احمد (ھندی)
اور جناب علی حیدر قاضی (ھندی) کے شکر گزار ہیں۔
کہ انہوں نے اس کتاب کی تالیف و ترجمہ میں ہمارے ساتھ
مخلصانہ تعاون کیا۔ خداوند متعال ان کی توفیقات
میں اضافہ اور انکو سعادت دارین سے ہمکنار فرمائے۔ آمین۔

ناشر

پیارے بچو! اور عزیز نوجوانو!

چونکہ بہتر تربیت کے لئے عمدہ اخلاقی آئیڈیل کی ضرورت ہوتی ہے اس سلسلہ میں بہترین نمونہ ہمارے مذہبی پیشوا اور آئمہ معصومینؑ ہیں

آپ کو ان کی اخلاقی زندگی سے آشنا کرنے کے لئے ہم نے ضروری جانا کہ معصومین کی زندگی کے اہم ترین پہلوؤں کی تحقیق کر کے ان کو سادہ اور آسان الفاظ میں تحریر کریں جنھیں آپ بہتر طور پر سمجھ سکیں،

یہ رسالہ معصومینؑ کے حالات زندگی پر مشتمل دسیوں اہم کتب کا خلاصہ ہے اور تاریخدان حضرات نے مطالعہ اور تحقیق کے بعد اس کی تائید فرمائی ہے۔

ہمیں امید ہے کہ آپ اسکو غور سے پڑھیں گے اور اپنی عمدہ آراء سے ہمیں مطلع فرمائیں گے اور ہم آپ کے اس تعاون اور راہنمائی پر آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آئندہ رسالہ میں اسے اپنے لئے راہنما قرار دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس امید کے ساتھ کہ آپ اسلام حقیقی سے بہتر طور پر آشنا ہوں۔

ولادت :۔

۷ صفر المظفر ۱۲۸ھ بروز اتوار مکہ و مدینہ کے درمیان "ابواٗ" نامی مقام پر حمیدہ خاتون کے بطن سے امام موسیٰ کاظمؑ پیدا ہوئے اور ۲۱ سال کی عمر میں مقام امامت پر فائز ہوئے۔

ابو بصیر کہتا ہے کہ ہم امام جعفر صادقؑ کے ہمراہ حج کیلئے جا رہے تھے جب "ابواٗ" کے مقام پر پہنچے تو ناشتے کے بعد امامؑ کو بتایا کہ خداوند قدوس نے آپ کو فرزند عطا فرمایا ہے۔ حضرت خوشی سے اٹھے اور جناب حمیدہ خاتون کے پاس تشریف لے گئے کچھ دیر بعد مسکراتے ہوئے لوٹے اور فرمایا: "خداوند عالم نے مجھے ایسا فرزند عطا فرمایا ہے جو خدا کا بہترین ہدیہ ہے۔ اس کی ماں نقل کرتی ہے کہ جب وہ دنیا میں آئے تو سجدہ میں سر رکھ کر خدا کا شکر ادا کیا اور یہ اس کی امامت کی علامت ہے"

حضرت جب مدینہ پہنچے تو مسلسل تین روز تک دسترخوان بچھائے رکھا اور غرباء کو کھانا کھلاتے رہے

یعقوب سرّاج کہتا ہے میں "مدینہ" میں حضرت امام صادقؑ کی خدمت میں، حاضر ہوا، انہیں میں نے اپنے فرزند امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے گہوارے، کے نزدیک پایا، میں نے آپ پر سلام کیا آپ نے خندہ پیشانی کے ساتھ جواب دیا اور فرمایا "میرے بعد امام کے عہدے پر فائز ہونے والے امامؑ کے پاس آؤ اور سلام کرو! میں نزدیک آیا اور سلام عرض کیا اور انہوں نے فصیح زبان میں مجھے جواب دیا اور فرمایا خداوند متعال نے تجھے ایک دختر عطا کی ہے اور تم نے اس کا نام خوبصورت نہیں رکھا لہذا جاؤ اور اس کا نام تبدیل کردو!

حضرت امام کاظم علیہ السلام کی والدۂ گرامی اگرچہ کنیز تھیں اور امام صادقؑ نے انہیں خرید کیا تھا لیکن بارگاہ امام سے یوں تربیت حاصل کی اور مسائل دینیہ سے آگاہی حاصل کی کہ امام صادقؑ خواتین کو حکم دیا کرتے کہ اپنے دینی مسائل ان سے دریافت کریں امام موسیٰ کاظم (ع) کی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) وہ زمانہ جو مدینہ منورہ میں اپنے والد گرامی کے ہمراہ گذارا یہ امامت سے قبل اور ۲۰ سال کا عرصہ ہے

(۲) وہ زمانہ جو جہاد، زندان اور شہر بدری پر مشتمل ہے نیز یہ امامت کا زمانہ ہے۔

امامؑ کی اخلاقی خصوصیات :۔

امامؑ نحیف جسم لیکن نہایت قوی روح کے مالک تھے کپڑوں کے نیچے سخت لباس پہنتے، پیدل چلتے اور لوگوں کو سلام کہتے، اپنے گھر والوں سے محبت اور ان کا احترام کرتے، غرباء اور فقراء کا خاص خیال رکھتے، رات کو غذا اپنے کندھوں پر اٹھاتے اور فقراء و غرباء کے گھروں میں پہنچاتے نیز ان میں سے بعض کو ہر ماہ وظیفہ دیتے،

امام کے ایک صحابی آپ کی بردباری سے متعلق کہتے ہیں "آپ اپنے اخلاق سے دشمن کو شرمسار کر دیا کرتے تھے، مدینہ میں ایک شخص ایسا تھا جو امامؑ کو دیکھتا تو سامنے آکر برا بھلا کہتا، امام کے ساتھی عرض کرتے کہ آپ ہمیں اجازت دیں تاکہ اسے تنبیہ کریں، لیکن امام فرماتے اسے اپنے حال پر چھوڑ دو۔ چند روز گذر گئے لیکن اس کی کوئی خبر نہ ہوئی کہ وہ کہاں ہے امام نے اسکے بارے میں دریافت کیا

تو کہا گیا کہ وہ مدینہ سے باہر اپنے کھیتوں میں چلا گیا ہے، امام سوار ہوکر اسکے کھیت کی طرف چلدیئے جب اس شخص نے امامؑ کو آتے ہوئے دیکھا تو دور سے آواز دیکر کہا میرے کھیت میں داخل نہ ہوں، میں تجھ جیسے افراد کا دشمن ہوں امام اسکے قریب پہنچے اور سلام کیا احوال پرسی کی اور شفقت سے فرمایا ان کھیتوں پر کتنا خرچ ہوا ہے؟ اس نے کہا سو دینار پھر فرمایا کتنے منافع کی امید ہے؟ اس نے کہا دو سو دینار، امامؑ کے پاس تین سو دینار کی ایک تھیلی تھی نکال کر اسے دی اور فرمایا: یہ رقم بھی لو اور کھیت بھی تمھارے پاس رہیں گے، اس گستاخ کو جو مدتوں امامؑ سے جسارت کرتا رہا اس سلوک کی توقع نہ تھی وہ بہت شرمندہ ہوا، آپ کے ہاتھوں کا بوسہ لیا اور حضرت سے عذر خواہی کی، امامؑ جب مدینہ واپس آئے تو فرمایا یوں شر کو اپنے سے دور کرو، اور اسی وجہ سے امامؑ کاظم کے لقب سے مشہور ہوئے۔ کاظم جو پریشانی کے وقت اپنے غصہ کو پی جائے اور برائی کے مقابلہ میں یوں نیکی کرے کہ دشمن بھی شرمندہ ہو جائے، امام اپنے خاندان والوں سے اظہار محبت کرتے اور فرماتے اپنے خاندان والوں میں جتنی بھی دشمنی ہو جب وہ ایک دوسرے کو سلام کریں گے اور ملاقاتیں ہونگی تو تمام دشمنی ختم ہو جائی گی اور سب سکون اور لذت محسوس کریں گے۔

امامؑ کی سخاوت:- امامؑ سخاوت اور بخشش میں لوگوں کے درمیان مشہور تھے، آپ نے ہزار غلام آزاد کئے، مجبور افراد کے امور کا خیال رکھتے اور انکا قرض ادا کرتے ۔۔۔ "ابن شہر آشوب" نقل کرتا ہے کہ ایکدن "منصور" نے امام کو اپنے دربار میں طلب کیا اور کہا آپ نوروز کو یہاں رہیں اور لوگ جو ہدیے لائیں وہ قبول کریں، امامؑ اگرچہ یہ کام نہیں کرنا چاہتے تھے لیکن مجبور ہوکر قبول کر لیا اور وہاں

بیٹھ گئے بزرگان اور اشراف جنھوں نے رسمی سلام میں شرکت کی تھی "منصور" کے حکم کے مطابق حضرت کی خدمت میں ہدیے لائے تھے "منصور" نے ایک شخص سے کہا تمھارا کام یہ ہے کہ سارے ہدایا کی تفصیلات لکھنا اور میرے سامنے اس کی لسٹ پیش کرنا، آخر میں ایک بوڑھا آدمی آیا اور عرض کرنے لگا اے فرزند رسولؐ خدا میرے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں ہے جو آپ کی خدمت میں پیش کر دں البتہ آپ کے جد بزرگوار حضرت امام حسینؑ کے مصائب میں چند اشعار میں نے کہے ہیں وہ ہدیے کے طور پر آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، اس شخص نے وہ اشعار بیان کیئے اور امام بہت غمگین ہوئے حضرت نے "منصور" کے سپاہی کو بھیجا کہ ان سے پوچھو ان ہدایا کو کیا کریں ؟ وہ گیا اور واپس آکر کہا امیر کہتا ہے میں نے یہ تمام ہدایا آپ کو بخش دیئے ہیں جسے چاہو دے دو حضرتؑ نے اس بوڑھے فقیر کی طرف دیکھکر فرمایا "میرے جد امام حسینؑ کی مصیبت میں جو تم نے اشعار کہے ہیں ان کی خاطر یہ تمام ہدایا میں تجھے بخشتا ہوں تاکہ فقر و تنگدستی سے نجات پاؤ،

زندگی کی خاطر امامؑ کی جستجو :۔ حضرتؑ کچھ زمین کے مالک تھے آپ اس میں زراعت کیا کرتے اور اپنے اخراجات اس سے پورے کرتے، اور کبھی سخت محنت کے باعث آپکا جسم پسینہ سے شرابور ہو جاتا، ایکدن آپکا ایک صحابی "علی بطائنی" ایک کام کی خاطر آپ کے کھیتوں میں آیا اور آپ کو یوں مشقت میں دیکھکر بہت افسردہ ہوا، اور عرض کرنے لگا میں آپ پر فدا ہو جاؤں آپ یہ کام دوسروں کے ذمہ کیوں نہیں لگا دیتے ؟ امامؑ نے فرمایا: "دوسروں کے ذمہ کیوں لگاؤں جبکہ مجھ سے بہتر افراد نے یہ کام کیا ہے، اس نے کہا وہ کون ہیں ؟ امامؑ نے فرمایا رسولؐ خدا، امیرالمومنین اور میرے دیگر

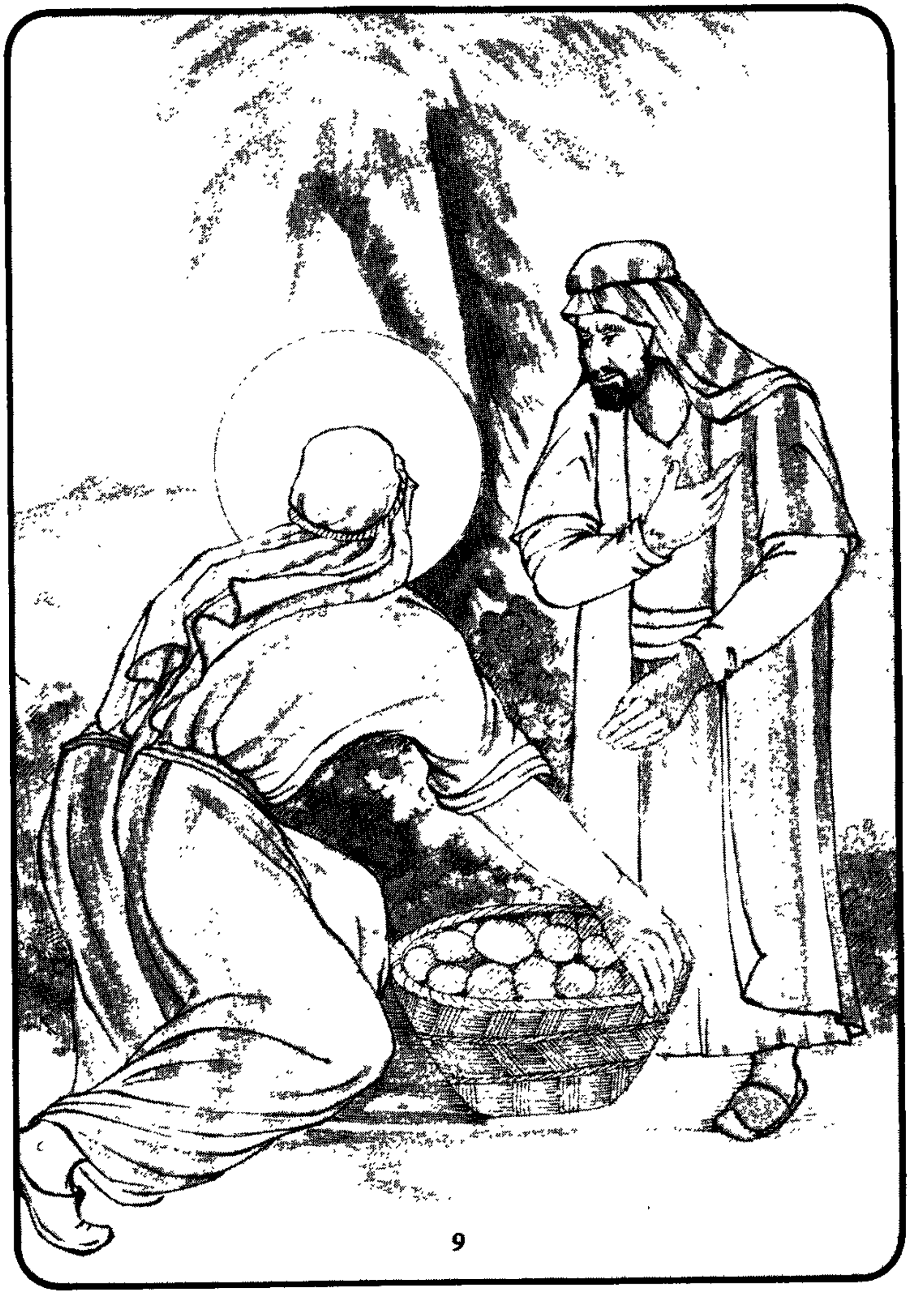

تمام آباو اجداد، نیز کام کرنا اور زحمت اٹھانا ابنیا، اور اوصیاء الٰہی کی سنت ہے نیز اچھے لوگ ہمیشہ زحمت اٹھا کر اپنی زندگی کے اخراجات اپنے ہاتھوں ہی سے پورا کرتے ہیں ۔

امامؑ کی تبلیغ کا انداز :-

امام ایک کوچہ سے گذر رہے تھے کہ ایک گھر سے ساز اور گانے کی آواز آرہی تھی گھر کے مالک کا اشراف سے شمار ہوتا تھا اس نے اپنے لئے عشرت کدہ بنایا ہوا تھا اور خوش گذرانی میں مشغول تھا اچانک اس گھر سے کوڑا کرکٹ پھینکنے کے لئے ایک کنیز باہر نکلی اس نے آپ کو دیکھا تو رک گئی اور سلام عرض کیا حضرت نے اس سے پوچھا اس گھر میں رہنے والا غلام ہے یا آزاد ؟ اس نے کہا آزاد امام نے فرمایا "معلوم ہو رہا ہے کہ آزاد ہے اگر بندہ ہوتا تو خدا سے ڈرتا اور یہ کام نہ کرتا ، کنیز واپس گھر گئی اس کے مالک نے دیر کی وجہ پوچھی تو اس نے سارا واقعہ اور امامؑ کی ، گفتگو کو دہرایا وہ شخص امامؑ کے کلمات کو سوچنے لگا اچانک اپنی جگہ سے اٹھا اور ننگے پاؤں امامؑ کے پیچھے بھاگنے لگا اور امامؑ کی خدمت میں پہنچکر سلام عرض کیا اور امامؑ کے سامنے ندامت و پشیمانی کا اظہار کیا اور توبہ کی ۔

اس دن کے بعد اس نے اپنے عشرت کدہ کو عبادت گاہ میں تبدیل کردیا ، اور اس دن کو یاد رکھنے کے لئے ہمیشہ ننگے پاؤں باہر نکلتا ۔

بالآخر وہ "بشر حافی" (ننگے پاؤں والا بشر) کے نام سے مشہور ہوگیا ۔

امام زہد اور عبادت میں یوں مشہور تھے کہ جہاں بھی آپکا تذکرہ ہوتا تو آپکو بندگی اور عبادت الٰہی کا عاشق کہا جاتا۔ شیخ مفیدؒ آپ سے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ آپ اپنے زمانے کے عابدترین افراد میں سے تھے، رات کو خدا کی عبادت میں مشغول رہتے خدا کے حضور طولانی سجدے ادا کرکے اتنا روتے کہ آپکی ریش مبارک تر ہو جاتی شبلنجی (اہل سنت کے عالم ہیں) لکھتے ہیں حضرت موسیٰ کاظمؑ اپنے زمانے کے عابدترین، اور زاہدترین شخص تھے سب سے بڑے عالم اور مہربان تھے، غرباء کا خیال رکھتے، اکثر اوقات خدا کے سامنے راز و نیاز میں مشغول رہتے اور یوں کہتے "خدایا موت کو مجھ پر آسان فرما اور حساب کے وقت درگذر فرما، آپ خاصان خدا سے تھے آپ کی خدا سے محبت کو دیکھکر لوگ تعجب کرتے حتیٰ کہ زندان کے دربان فضل کو رونے پر مجبور کر دیا اور ہارون نے جس کنیز کو آپ کے زندان بھیجا تاکہ آپؑ کی توجہ اپنی طرف مبذول کرے اور یوں ہارون کے ہاتھوں بہانہ آجائے وہ آپؑ پہ یوں شیفتہ اور فریفتہ ہوئی کہ روتے ہوئے ہارون کے پاس گئی اور امام کی گرفتاری پر اعتراض کرنے لگی۔

حادثہ فخ :۔ اولادِ علیؑ پر عباسی حکومت کے ظلم وتشدد کی وجہ سے امام کے حکم پر حسین بن علی کی سربراہی میں مدینہ کے ۳۰۰ سو علویوں نے خلیفہ (ہادی) کے خلاف قیام کیا، بالآخر ہادی کے سپاہیوں نے فخ کے مقام پر ان افراد کا محاصرہ اور قتل عام کیا اور ان کے سرتن سے جدا کر دیئے چند ایک کو اسیر کر کے ہادی کے پاس لے گئے اور ہادی نے اسیران کے قتل کا حکم دیا یہ واقعہ حادثہ فخ اور حسین نامی علوی مجاہد شہید فخ کے نام سے مشہور ہے۔

امام کی بغداد کی طرف پہلی ہجرت :۔ منصور ۱۵۸ھ میں ہلاک ہوا اور خلافت اس کے فرزند (مہدی)، کو ملی اس کی سیاست فریب پر مبنی تھی لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو مذہبی آدمی کے طور پر پیش کرتا لیکن چھپ کر گناہ کرتا، وہ جب حکومت پر قابض ہوا شیعہ سیاسی قیدی رہا کر دیئے اور ان کے مقبوضہ اموال واپس کر دیئے دوسری طرف آلِ علیؑ کے خلاف بدگوئی کرنے والے شعراء کو انعام واکرام سے نوازتا چنانچہ اس نے "بشار بن برد" کو ستر ہزار درہم اور مروان کو ایک لاکھ درہم انعام دیا۔

مسلمانوں کے بیت المال کو اپنے عیش ونوش میں خرچ کرتا اور اپنے بیٹے ہارون کی شادی پر اس نے ایک کروڑ درہم خرچ کیے۔

ایک دن جاسوسوں نے اسے اطلاع دی کہ امامؑ لوگوں کے درمیان شہرت واہمیت پیدا کر چکے ہیں تو اسے سخت غصہ آیا اور حکم دیا کہ امام کو مدینہ سے بغداد لایا جائے اور جیل بھیجا جائے۔

ابو خالد کہتا ہے کہ ایک دن امام کچھ سپاہیوں کے ہمراہ مقام (زبالہ) پر میرے گھر تشریف لائے امامؑ

نے مختصر فرصت میں سپاہیوں سے آنکھ چراتے ہوئے مجھے کچھ حکم دیا اور چند چیزوں کی خریداری سے متعلق کہا، میں نہایت پریشان تھا اور رو رہا تھا۔ امامؑ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "میرے بارے میں غمناک نہ ہوں میں بہت جلد واپس آجاؤں گا لہذا تم فلاں روز فلاں جگہ میرا انتظار کرنا"

میں امام کے حکم کے مطابق حاضر ہوا اور حضرت کو دیکھا کہ قافلہ کے آگے آگے تشریف لارہے ہیں، میں خوشحال ہوا اور آگے بڑھ کر امامؑ کا بوسہ لیا حضرت نے فرمایا اے ابو خالد مجھے دوبارہ بغداد لے جائیں گے اور پھر اس سفر سے واپسی نہیں ہو گی۔ جب میں نے امام سے رہائی کی علت دریافت کی تو معلوم ہوا جس رات امامؑ کو گرفتار کیا گیا مہدی نے حضرت علیؑ کو خواب میں دیکھا کہ وہ غصّہ کی حالت میں اسے سرزنش کر رہے ہیں اس نے صبح امامؑ کو رہا کر کے احترام کے ساتھ مدینہ واپس بھیج دیا امام ان شدید حالات میں بھی مدینہ کے لوگوں کی راہنمائی اور ہدایت کرتے رہتے، کچھ مدت بعد مہدی فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا ھادی اس کا جانشین ہوا ھادی اپنے باپ کے برعکس تظاہر نہیں کرتا تھا اور واضح طور پر اولاد علیؑ کا مقابلہ کرتا اور اسکا سب سے بڑا کام یہی حادثہ فخ تھا، جو تاریخ میں کربلا کے بعد دوسرا واقعہ شمار ہوتا ہے۔ ہادی ناپاک اور نالائق آدمی تھا زیادہ رقم عیش و نوش پر خرچ کرتا اور جو لوگ اس کے لئے شعر کہتے اور گانا گاتے انہیں انعام و اکرام سے نوازتا ھادی ۱۷۰ھ میں فوت ہوا اور ہارون اس کا جانشین بن گیا اس زمانہ میں امام موسیٰ کاظمؑ کی عمر ۴۲ سال تھی اور ہارون کا زمانہ عباسیوں کی حکومت کے عروج کا

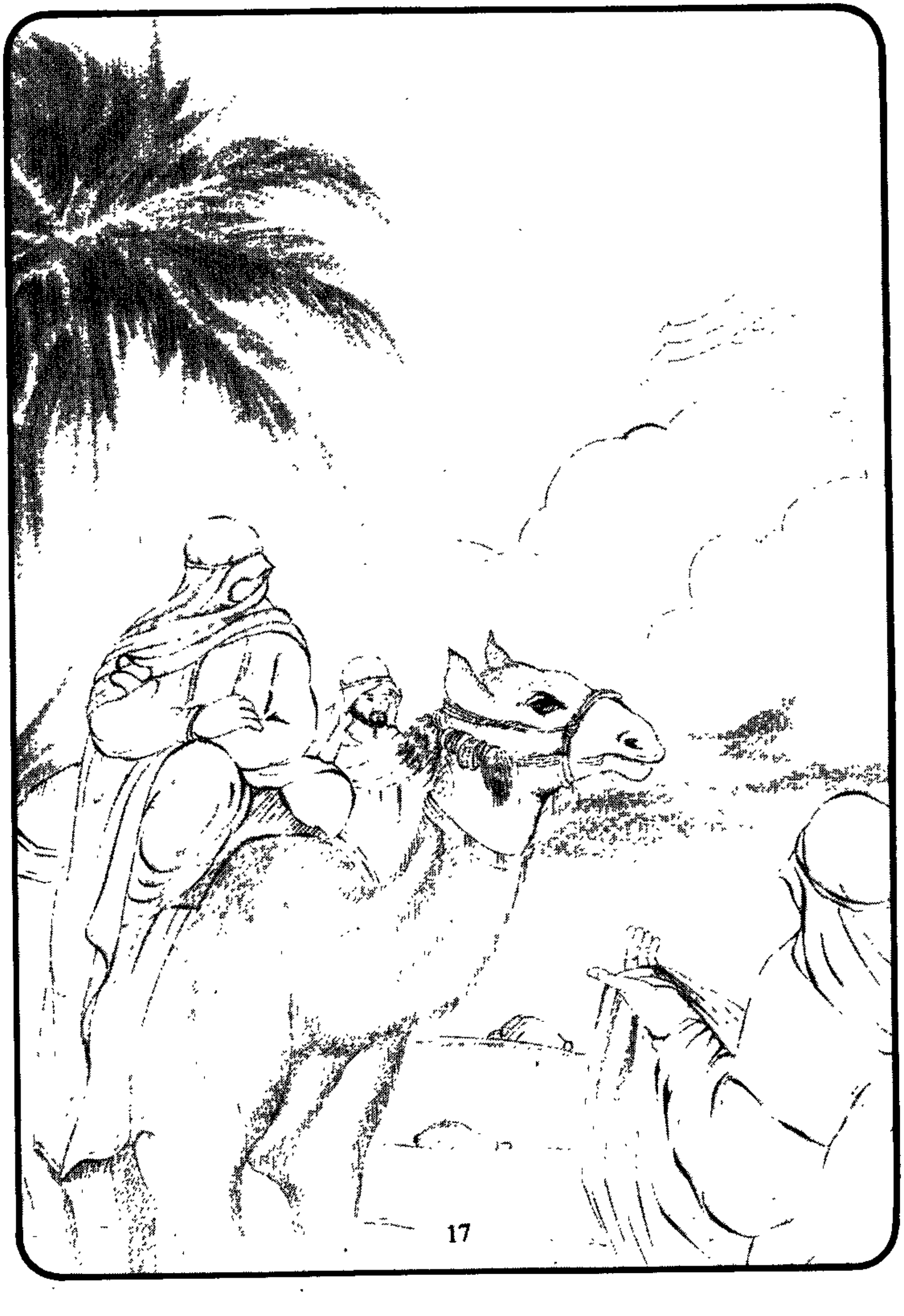

زمانہ تھا ـــــ ہارون نے لوگوں کی بیعت سے فارغ ہو کر یحییٰ برمکی کو مکمل بااختیار وزیر بنایا اور خود بیت المال کے پیچھے پڑ گیا چونکہ ان دنوں بیت المال کی آمدنی بہت زیادہ تھی وہ اسے یوں فضول خرچ کرتا کہ ایک رات کے کھانے کا خرچ چار ہزار درہم ہوتا ،

اولاد علیؑ سے ہارون کی دشمنی

عباسیوں کے خلاف اولاد علیؑ کے جہاد سے ہارون کو بہت تکلیف ہوتی اور ہر ممکن راہ سے کوشاں ہوتا کہ لوگوں کو خاندان علیؑ سے جدا کرے شعرا کو رقم فراہم کرتا کہ اولاد علیؑ کے خلاف بدگوئی کریں اور ان کا مذاق اڑائیں چنانچہ منصور نے حکم دیا کہ وہ شاعر جس نے اولاد علیؑ کو برے الفاظ میں یاد کیا ہو اسے خزانہ میں لے جایا جائے اور وہ جتنا مال اٹھانا چاہے اٹھالے ، اس نے علوی سادات کو بغداد سے مدینہ بدر کیا اور ان میں سے بہت سارے قتل کر دیئے ـــــ حمید بن قحطبہ خراسان میں ہارون کا نمائندہ تھا وہ عبداللہ بن بزاز نیشاپوری سے یوں کہتا ہے ہارون کا طوس میں ایک باغ تھا وہ ہر سال وہاں آیا کرتا ایک سال نصف شب کو اس نے مجھے طلب کیا کہا تم ہمارے کتنے وفادار ہو ؟ میں نے کہا جان و مال تم پر قربان کر دوں گا ، اس نے کہا اور کیا ؟ میں نے کہا : ناموس ، اولاد ، بیوی اس نے کہا اور کیا ؟ میں نے کہا دین و مذہب بھی تم پر قربان کر دوں گا ، ہارون نے سر بلند کر کے مسکرایا اور کہا میں جو چاہتا تھا تو نے وہی کہا ہے لہٰذا یہ تلوار لو اور میرا یہ غلام تجھے جو حکم دے اس کی اطاعت کرو ـــــ غلام مجھے ایک گھر لے گیا جس میں اولاد علیؑ سے ۲۰ بوڑھے اور جوان گرفتار تھے وہ ایک کو باہر لاتا اور مجھے حکم دیتا کہ میں اسکو قتل کروں اور میں تعمیل کرتا یہاں تک کہ میں نے

سب کو قتل کر دیا تو سب کو اس کنویں میں ڈال دیا جو پہلے سے اس مکان کے صحن میں تیار کیا گیا تھا اے میرے دوست جب بھی یہ واقعہ مجھے یاد آتا ہے تو میرا جسم کانپنے لگتا ہے ـــــ ہارون اپنی ناپاکی و پلیدی میں یہاںتک پہنچا کہ اس نے حکم دیا امام حسین کی قبر اور ارد گرد کے گھروں کو گرادو تاکہ کوئی آپ کی زیارت کو نہ جاسکیں ۔

یہ بات واضح ہے کہ اس قسم کی ظالم اور انسان کش حکومت کی حمایت امام موسیٰ کاظمؑ نہیں کر سکتے تھے اور نہ ہی خاموش رہ سکتے تھے لہذا ہارون کا مقابلہ کرتے اور جہاں مناسب سمجھتے اس کی برائیوں کو بیان کر کے اسے ذلیل کرتے اور اپنے دوستوں کو حکم دیتے کہ ہارون کی مدد نہ کریں چنانچہ صفوان سے آپ نے فرمایا تم ہر اعتبار سے ٹھیک اور اچھے شخص ہو صرف ہارون کو اپنے اونٹ کرائے پر دینا مجھے پسند نہیں ہے، صفوان نے عرض کیا کہ میں صرف حج کے سفر کیلئے دیتا ہوں اور خود بھی ساتھ نہیں جاتا ، حضرت نے فرمایا : اے صفوان کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ تمھارے اونٹ واپس آنے تک ہارون زندہ رہے تاکہ اس سے کرایہ وصول کر سکو ؟ اس نے عرض کیا ہاں پھر آپ نے فرمایا جو ظالم کے زندہ رہنے کا خواہشمند ہو وہ خود ان میں سے ہوتا ہے ۔صفوان نے ہارون کے ساتھ معاہدہ کیا ہوا تھا کہ خلیفہ حج کے موقع پر جو اسباب و وسائل لے جانا چاہے گا میں اپنے اونٹوں پر لے جاؤں گا لیکن امام کے اس فرمان کے بعد اس نے تمام اونٹ فروخت کر دے ہارون نے اسے طلب کر کے سرزنش کی اور بہت اصرار کے ساتھ دریافت کیا کہ اونٹوں کے فروخت کی علت بیان کرو مگر اس نے بیان نہیں کی آخر ہارون سمجھ گیا اور اس سے کہا اگر تیرے ساتھ دوستی کا سابقہ نہ ہوتا تو ابھی میں

حکم دیتا کہ تجھے قتل کر دیا جائے ، مجھے اچھی طرح علم ہے کہ تم نے کس کے حکم پر کام کیا ہے تم موسیٰؑ بن جعفرؑ کے حکم پر یہ کام کیا ہے ، امامؑ اگرچہ ہارون کا مقابلہ کرتے اور دوستوں کو تعاون سے منع کرتے مگر اس کے ساتھ ساتھ لائق اور باایمان افراد کو اجازت بھی دیتے کہ وہ ہارون کے دربار میں جائیں وہاں اپنا مقام پیدا کریں اور مشکلات میں اپنے دوستوں کی مدد کریں نیز حکومت کی پالیسیوں سے بھی دوستوں کو آگاہ رکھیں چنانچہ آپ نے علیؑ بن یقطین کو اجازت دی کہ ہارون کی حکومت میں کام کرتے رہیں اور ہمارے ساتھیوں اور شیعوں کی مدد کریں ۔ ایک دفعہ امام نے اسے لکھا کہ جب تم اکیلے ہو تو ہماری طرح وضو کیا کرو اور جب دوسروں کے ہمراہ ہو تو ان کی طرح وضو کرو اور ہارون جو ہدیے تمھیں امتحان کے طور پر تمھیں دے انہیں قبول کرو اور انہیں رد نہ کرو ۔

ہارون کے سوالات اور امامؑ کے جوابات :۔ ھارون ہر وقت اس کوشش میں رہتا کہ ایسے سوالات کرے امامؑ جنکے جوابات نہ دے سکیں اور یوں امامؑ کی اہمیت کم کر سکے لیکن جب بھی امامؑ کے علمی سمندر کے قریب ہوتا تو اپنے آپ کو ناتواں بیچارہ اور رسوا پاتا چنانچہ ایک مرتبہ اس نے امامؑ کو مدینہ سے بغداد طلب کیا اور ان کے ساتھ یہ گفتگو کی : ھارون : میں کچھ باتیں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کافی مدت سے مجھے ان کے جوابات نہیں مل سکے مہربانی فرما کر ان کے جوابات مرحمت فرمائیں امامؑ : اگر آزادیٔ بیان ہوئی تو ضرور جواب دوں گا ـــــ ہارون : آپ کا نظریہ یہ کیوں ہے کہ آپ اولاد عباس سے بہتر ہیں جبکہ ہم ایک ہی درخت یعنی ہاشم کی اولاد سے ہیں ؟ امام : ہم تمھاری نسبت پیغمبرؐ کے قریب ہیں ـــــ ہارون : وہ کس طرح ؟ امامؑ : چونکہ ہمارے والد حضرت ابو طالبؑ

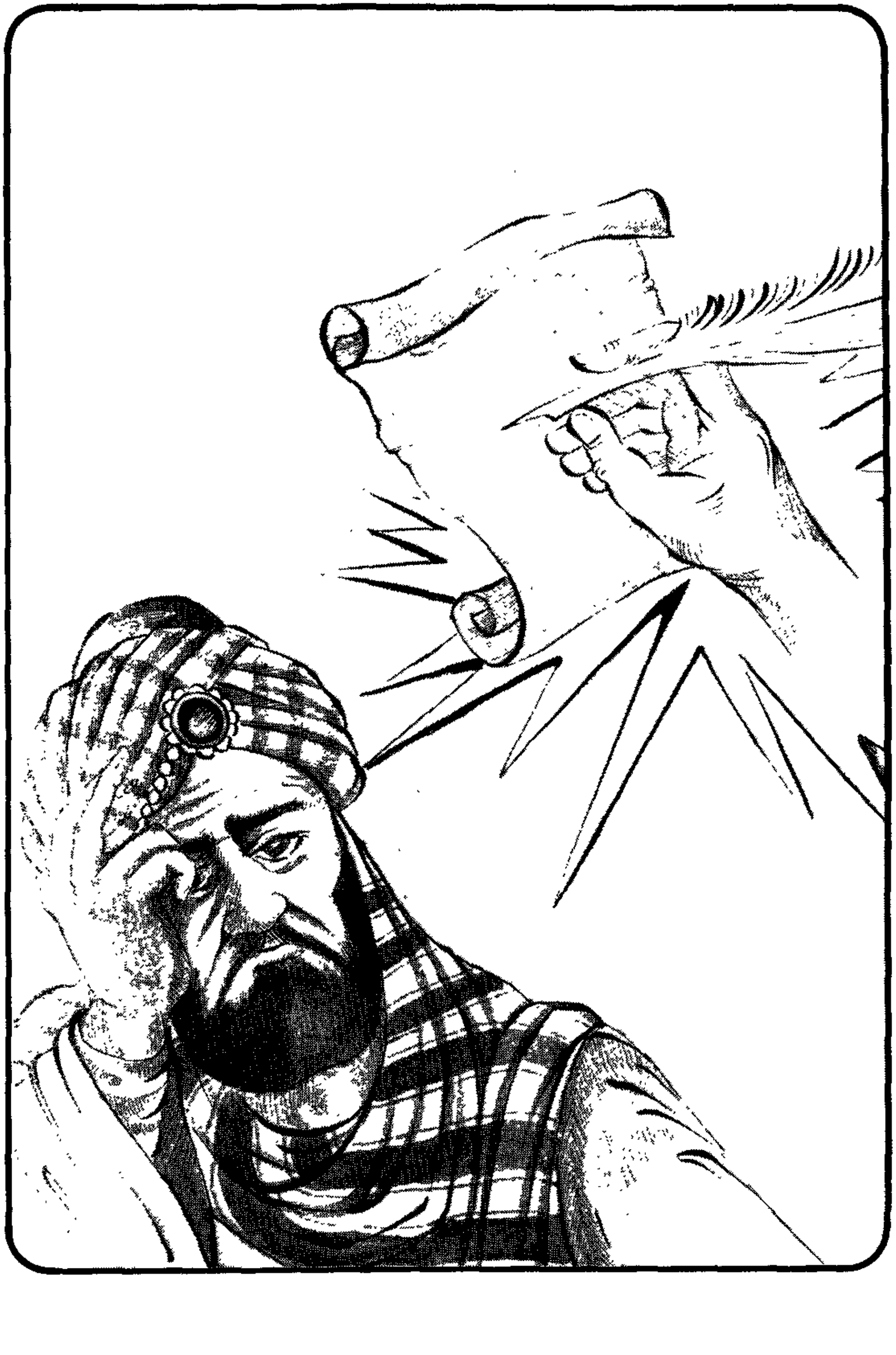

اور رسولِ اسلام کے والد ایک ہی ماں باپ سے تھے لیکن آپ کے والد حضرت عباس صرف والد کی طرف سے رشتہ دار تھے۔ ہارون: جب پیغمبر خدا نے رحلت فرمائی تو حضرت ابوطالبؑ بھی انتقال فرما چکے تھے جبکہ ہمارے والد جناب عباس بقید حیات تھے اور یہ واضح ہے کہ جبتک چچا زندہ ہو چچازاد (یعنی آپ) وارث نہیں ہو سکتے؟ امامؑ: جب اولاد موجود ہو تو چچا وارث نہیں ہو سکتا پس جب فاطمۃ الزہراؑ موجود ہوں تو تمہارے والد جناب عباس کو وراثت نہیں ملے گی ہارون: آپؑ لوگوں کو اپنے بارے میں فرزند رسولؐ کہنے کی اجازت کیوں دیتے ہیں جبکہ آپ اولاد علیؑ ہیں، ہر شخص کو اس کے والد کی طرف نسبت دی جاتی ہے اور پیغمبر اسلام آپ کے نانا ہیں؟ امام: اگر پیغمبر اسلام زندہ ہو جائیں اور تمہاری بیٹی کا رشتہ طلب کریں کیا تم اپنی بیٹی کا، رشتہ دو گے؟ ہارون: میں فخر کے ساتھ پیش کرونگا امامؑ: لیکن پیغمبر اسلام میری بیٹی کا رشتہ طلب نہیں کرینگے، ہارون: کیوں؟ امامؑ: کیوں کہ وہ میرے باپ ہیں اگرچہ ماں کیطرف سے ہی کیوں نہ ہو لیکن وہ تمہارے باپ نہیں پس میں اپنے کو فرزند رسولؐ اسلام کہہ سکتا ہوں ہارون امامؑ کے دندان شکن جوابات سن کر خاموش ہو گیا اور امامؑ سے خواہش کی کہ کوئی چیز آپ مجھ سے طلب فرمائیں لیکن امامؑ نے فرمایا:

"ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں بس تم ہمیں آزاد رہنے دو تاکہ ہم اپنے امور آسانی سے انجام دے سکیں"

امام اور خائن رشتہ دار ہے امامؑ کے بھتیجے علی بن اسماعیلؑ کو ہارون کے دوستوں نے بغداد آنے کی دعوت دی تاکہ ھارون کو امام موسیٰ کاظمؑ کے حالات سے آگاہ کرے امامؑ نے اس دعوت سے آگاہی کی وجہ سے اسے طلب کیا اور فرمایا: کہاں جانا چاہتے ہو؟ اس نے کہا بغداد جانا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کس لئے جارہے ہو؟ اس نے میں مقروض ہوں اس لئے جارہا ہوں کہ کہیں سے رقم ہاتھ لگ جائے اور اپنا قرض ادا کرسکوں امامؑ نے فرمایا: میں تمھارا سارا قرض ادا کرتا ہوں تیرے گھر کے تمام اخراجات بھی برداشت کرتا ہوں لیکن اس نے قبول نہیں کیا، اور یوں ہی بغداد جانے پر اصرار کرتا رہا بالآخر اس نے کہا میں بغداد ضرور جاونگا آپ مجھے نصیحت فرمائیں امامؑ نے فرمایا: میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ میرے قتل میں شریک نہو کہ اسکا انجام بہت برا ہے، اس نے اپنے آپ سے کہا اس کا کیا مطلب ہے؟ اس نے پھر نصیحت کی فرمائش کی تو امام نے اسی جملہ کا تکرار فرمایا اسے معلوم نہیں تھا کہ امام پیش آنے والے واقعات سے آگاہ ہوچکے ہیں وہ امام کے ہاں سے اٹھا کہ بغداد جائے تو امام نے اسے تین سو دینار دیئے کہ یہ اپنے بچوں کے لئے لے جاؤ اس نے رقم لی اور چلا گیا پھر امام حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا خدا کی قسم میرا یہ بھتیجا میرے قتل میں شریک ہوگا اور میرے بچوں کو یتیم کرے گا حاضرین نے عرض کیا اے فرزند رسولؐ جب آپکو علم ہے کہ وہ خیانت کریگا تو آپ نے اسکی مدد کیوں فرمائی؟ آپ نے فرمایا: کہ سرور کائنات کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی اپنے خاندان کے افراد میں سے کسی کے ساتھ احسان کرے اور دوسرا اس کے مقابلہ میں برائی کرے تو اللہ تعالیٰ اسے عذاب میں مبتلا کرے گا

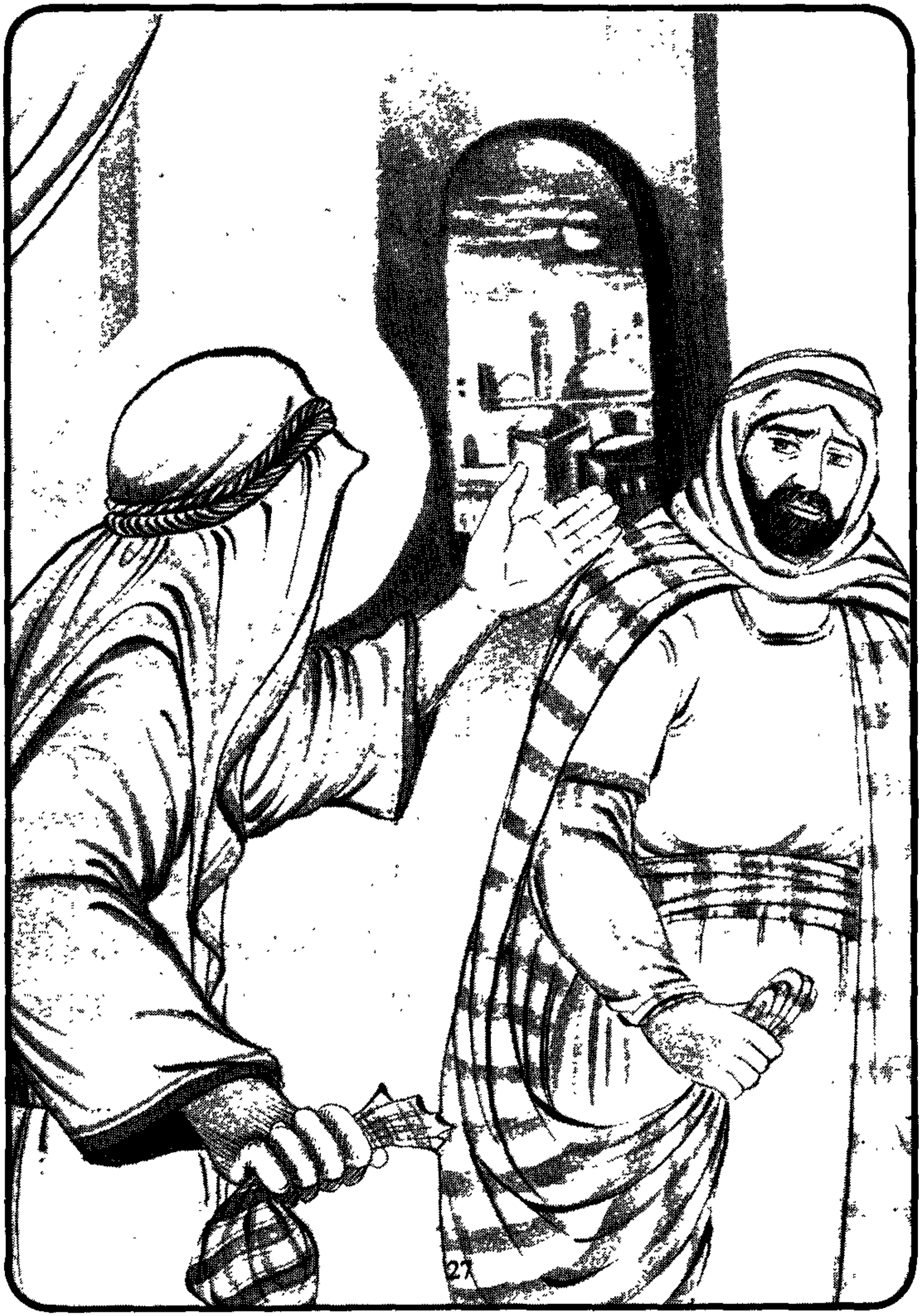

وہ اپنے ہدف تک نہیں پہنچے گا اور پھر ایسا ہی ہوا جیسا امامؑ نے فرمایا تھا علی بن اسماعیل بغداد میں یحییٰ برمکی کے گھر گیا اور اس کے ساتھ ہارون کے پاس گیا اور اس سے کہا اے ہارون موسیٰ بن جعفر مدینہ میں حکومت کرتے ہیں ان کے لئے ادھر ادھر سے کافی رقم لائی جاتی ہے انکا پروگرام یہ ہے کہ تمھارے خلاف قیام کر کے تمھاری خلافت کو ختم کر دیں ہارون اس گفتگو سے بہت خوش ہوا اور دو سو درہم اسے دیئے اس نے رقم لی اور خوشی کے ساتھ باہر آیا تاکہ گھر واپس آئے مگر وہاں پر ہی اس کے گلے میں درد ہوا اور اسی جگہ مر گیا ،

دوسری طرف ہارون نے پروگرام بنایا کہ مدینہ جائے اور امامؑ کو گرفتار کر کے زندان بھیجدے اسی سال اس نے اطراف میں خط لکھے لوگوں کو جمع کیا اور مدینہ و مکہ گیا واپسی پر مدینہ کے گورنر کو خط لکھا کہ امام کو گرفتار کر کے بصرہ بھیجدے امام ایک سال بصرہ کے گورنر یحییٰ کے زندان میں رہے امامؑ کے اخلاق بندگی اور انسانی سیرت و کردار نے یحییٰ پر اتنا اثر کیا کہ اس نے ہارون کو خط لکھا کہ اے ہارون میں نے اتنی مدت امام سے نیکی اور بھلائی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا اور اس سے زیادہ میں انہیں قید نہیں رکھ سکتا لھذا انہیں واپس بلاؤ ورنہ میں آزاد رہا کر دونگا ، ہارون کے حکم پر آپکو بغداد لایا گیا اور فضل کے زندان میں قید کر دیئے گئے وہ بھی یحییٰ کی طرح آپ کے اخلاق سے کافی متاثر ہوا ، اور ھارون سے تقاضا کیا کہ امام کو ہم سے لے لو بالآخر امام (سندی بن شاہک) جو نہایت بدطینت اور سخت دل انسان تھا کے زندان میں منتقل کر دیئے گئے •

زندان امامؑ کی مقاومت :- ہارون ہمیشہ امامؑ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتا ، چنانچہ اس نے ایکدن یحیٰی بن خالد کو امامؑ کے ہاں زندان میں بھیجا کہ امام اگر معافی کا تقاضا کریں تو ہارون معاف کردے گا لیکن امام نے قبول نہیں کیا اور ہارون کی طرف لکھا جو دن مجھ پر سخت گذرے گا اتنا ہی تو سہولت و آسائش میں رہے گا پس ٹھہر و کہ دونوں اس دن کی طرف جائیں جس میں ظالم نقصان میں ہونگے ۔

امامؑ کے زندان کیوں تبدیل کیے جاتے :- امامؑ کے زندان تبدیل کرنے کی علت یہ تھی کہ ہارون زندان والوں سے امام کے قتل کا تقاضا کرتا جب وہ تیار نہ ہوتے تو زندان بدل دیا جاتا یہانتک کہ ظالم سفاک اور سخت دل "سندی" نے امامؑ کو زہر دیا ، ہارون نے کوشش کی کہ جھوٹے گواہوں کے ذریعہ امامؑ کی موت کو طبعی قرار دے اور یوں اپنے آپ کو اس جنایت اور ظلم سے بری کرسکے اور یوں امامؑ کے حامیوں کے مظاہرے بھی روک سکے گا لیکن ایسا نہ کرسکا چنانچہ ہارون کے رشتہ داروں میں ایک "سلیمان" نامی شخص کی کوشش سے بغداد میں شورش شروع ہوگئی ، ھارون امامؑ کے جنازہ کو چھپا کر دفن کرنا چاہتا تھا مگر وہ نہ کرسکا ہارون مجبور ہوکر عزاداروں کی صف میں آگیا اور امامؑ کے دفن میں شریک ہوا بالآخر امامؑ کو غم زدہ لوگوں کے ہاتھوں "کاظمین" میں سپرد خاک کردیا گیا اور اب آپ کی قبر شیعوں کیلئے زیارتگاہ ہے ۔

امامؑ کے اصحاب

جب امامؑ جعفر صادقؑ آپ کے والد گرامی کی رحلت ہوئی تو ان کے شاگرد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ۳۴ سال سے زیادہ آپ کے وجود مبارک سے علمی استفادہ کرتے رہے ان شاگردوں میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں :۔

(۱) "ابن ابی عمیر" انہوں نے حضرت موسیٰ کاظمؑ، حضرت امام علی رضاؑ اور حضرت امام محمد تقیؑ کے وجود مبارک سے استفادہ کیا وہ اپنے زمانے کے مشہور ترین علماء میں سے تھے ان سے کئی روایات نقل کی گئی ہیں بعض لوگوں نے حکومت کو اطلاع دی کہ "ابن ابی عمیر" عراق کے شیعوں کو جانتے ہیں تو انہیں گرفتار کر لیا گیا اور ان شیعوں کے ناموں کا مطالبہ کیا گیا مگر انہوں نے اس بات کو تسلیم نہ کیا چنانچہ انہیں ننگا کر کے کھجور کے درخت کے ساتھ باندھ کر سو کوڑے مارے گئے لیکن انہوں نے کوئی بات نہ بتائی، شیخ مفید (رح) فرماتے ہیں کہ اس بزرگ صحابی کو ۱۷ سال زندان میں رکھا گیا اس کی تمام ثروت کو غارت کیا گیا اتنے مصائب کے باوجود انہوں نے اپنی زبان نہ کھولی۔

(۲) "علی بن یقطین" وہ امام صادقؑ کے اصحاب میں سے تھے مروان نے انہیں گرفتار کرنے کیلئے ان کا تعاقب کیا لیکن وہ خود فرار کر گئے اور اپنے بچوں اور بیوی کو مدینہ بھیجدیا۔

جب بنی امیہ کی حکومت ختم ہوئی اور عباسی برسر اقتدار آئے تو وہ کوفہ واپس آ گئے،

انہوں نے عباسیوں کے ساتھ نزدیک سے رابطہ قائم کیا اور حکومت کے اہم عہدوں پر سرفراز ہوئے اور یوں انہوں نے شیعوں کی کافی مدد کی ــــــ ہارون نے علی بن یقطین کو اپنا وزیر مقرر کیا لیکن وہ حقیقت میں امامؑ کی طرف سے مامور تھے اور حضرت اسے جو حکم دیتے وہ انجام دیتے تھے ــــــ انہوں نے کئی دفعہ عباسیوں سے علیحدگی کا ارادہ کیا مگر امامؑ انھیں منع کرتے جب امامؑ زندان میں تھے تو علی بن یقطین انتقال کر گئے انہوں نے کئی اہم کتب بھی تحریر کی ہیں

(۳) "مومن الطاق" وہ امام صادقؑ اور امام موسیٰ کاظمؑ کے صحابی تھے امام صادقؑ ان کی بزرگی اور اہمیت کے قائل تھے، مومن مناظرہ میں کافی مہارت رکھتے تھے وہ جس سے بھی مناظرہ کرتے اسے شکست سے دوچار کرتے

(۴) "ہشام بن حکم" وہ مناظرہ میں استاد تھے چنانچہ جہاں پر کوئی علمی مشکل پیش آتی امام صادقؑ اسے وہاں روانہ فرماتے تاکہ مشکل کو حل کرے۔ وہ امامت سے متعلق ابحاث میں بہت ماہر اور حاضر جواب تھے نیز مسائل توحید میں بھی انہیں کافی دسترس حاصل تھی، انہوں نے کافی کتب تالیف کی ہیں۔ اور بہت علماء سے مناظرے کئے اور سب کو شکست دی۔

امامؑ کے مختصر اقوال

(۱) ہمیشہ سچ کہو اگرچہ تمہارے نقصان میں ہو۔

(۲) جب بھی تمھیں نیک پیشوا اور حاکم نصیب ہو تو اس نعمت الٰہی پر اللہ کا شکر ادا کرو!

(۳) ظالم کے ساتھ سختی سے پیش آؤ تاکہ اس سے مظلوم کا حق چھین سکو۔

(۴) بہترین بخشش مظلوم کی مدد ہے۔

(۵) دنیا سانپ کی طرح نرم اور خوبصورت ہے لیکن اس کے اندر زہر قاتل چھپا ہوا ہے

مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجئے

(۱) امامؑ اپنے دشمنوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے تھے ؟

(۲) امامؑ کی تبلیغ کا طریقہ کیا تھا ؟

(۳) پہلی بار کس خلیفہ کے حکم پر آپ کو بغداد لایا گیا ؟

(۴) ہارون خاندان علیؑ کے ساتھ کیوں دشمنی کرتا تھا ؟

(۵) امامؑ نے زندان سے ہارون کے نام کیا تحریر کیا ؟

۲۷۹

مشخصات امام علیہ السلام

نام	موسیٰ علیہ السلام
لقب	کاظم
کنیت	ابوالحسن
والد کا نام	حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
ولادت	۱۲۸ سنہ ہجری ق
مدت امامت	۳۵ سال
عمر مبارک	۵۴ سال
شہادت	۱۸۲ سنہ ہ میں ہارون عباسی خلیفہ کے حکم پر زہر کیساتھ شہید کیے گئے ۔
محل دفن	کاظمین (مملکت عراق کا ایک شہر ہے) ۔

"تمام شد"